ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

محمد جمیل کاچو خیل کی تحریروں میں پشتون تہذیب

PASHTUN CULTURE IN THE WRITINGS OF MUHAMMAD JAMIL KACHUKHEL

صدیق اقبال
پی ایچ ڈی اسکالر شعبۂ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
افشان جبین
لیکچرار شعبۂ اردو، یونیورسٹی آف ملاکنڈ
محمد لیاقت
پی ایچ ڈی اسکالر شعبۂ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

Abstract

In the 21st century, if on the one hand, human society has been occupied by science and technology, on the other hand, it has also made tremendous progress in every field of life. But despite these many facilities and development, even today every nation in the world is living the morning and evening of life with centuries-old civilization and culture. Because civilization and culture are so important for human life in social development and prosperity. Jamil Kachukhel's fables have both good and bad aspects of Pashtun culture and civilization. He has worked hard to introduce Pashtun culture and culture to the world. In the works of every poet and writer, there are clear glimpses of his culture and history and thus his creations become a mirror of his civilization and culture. Muhammad Jamil Kachukhel is also one of those poets and writers who has given a prominent place to the culture and history of his nation in his writings.- He is an important fiction writer from Khyber Pakhtunkhwa. Therefore, in his fiction, Pashtun culture is reflected in all their parts.

Key Words: Jamil Kacho Khel, culture, Pashtun civilization, fables, integrated manner

محمد جمیل کاچو خیل نے پشتون تہذیب و ثقافت کو دنیا سے متعارف کرانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ ہم جب پشتون تہذیب و ثقافت پر نظر ڈالتے ہیں تو اس میں غیرت سر فہرست ہے جسے پشتو میں "ننگ" کہتے ہیں۔ غیرت کا جذبہ یوں تو پوری دنیا کی تمام اقوام میں پایا ہے مگر پشتون تہذیب میں یہ جذبہ بہ کثرت موجود ہے۔ محمد جمیل کاچو خیل نے نثر میں جگہ جگہ بے جا غیرت پر انگلی اٹھائی ہے۔ انھوں نے غیرت اور جہل کے درمیان ایک حد فاضل کھینچنے کی سعی کی ہے۔ جب بھی غیرت کی بات آتی ہے تو پشتون کے لیے سب سے حساس ترین کیفیت عورت ہے۔ عورت کے علاوہ غیرت کا احساس طعنہ، وراثت، تربور ولی، معاشرت اور زمین و جائیداد ہیں۔ ویسے تو زن، زر اور زمین پر ابتدائے آفرینش سے جھگڑے اٹھتے آئے ہیں اور اٹھتے رہیں گے۔ بلکہ اس کی وجہ سے بڑی بڑی خون ریز جنگیں بھی لڑی گئیں ہیں۔ پٹھان کی غیرت جگانے اور اسے مرنے مارنے پر اکسانے کے لیے طعنہ (پیغور) تازیانے کا کام کرتا ہے۔ پختون بدلہ لینے کی وجہ سے جو شہرت رکھتے ہیں اس میں بھی طعنہ زنی کا بڑا ہاتھ ہے۔ غیرت کی کیفیات اور احساسات کو محمد جمیل کاچو خیل نے فکشن میں اچھے طرح سمویا ہے۔ انھوں نے ننگ کی اچھائی اور برائی کا احاطہ کیا ہے۔ معاشرے اور معاشرت پر غیرت کی کیفیت کے اثرات کا شعوری اور لاشعوری طور پر عمیق جائزہ لے کر کمالِ فن کے ساتھ خود ہمیشہ پس پردہ رہا ہے۔

"تہذیب" رسم و رواج کو کہتے ہیں جس پر ہم زندگی گزارتے ہیں۔ ابھی تک تہذیب کی جامع تعریف نہیں کی گئی، لیکن پھر بھی اہل قلم نے اس حوالے سے اپنی آرا پیش کیں ہیں۔ اچھے، مہذب عمل، نظم و ضبط، کھانے پینے کا طریقہ، معاشرہ کے اصولوں کے ساتھ زندگی گزارنا اور دوسروں کے احساسات کا خیال رکھنا، تہذیب کہلاتی ہے علی عباس جلالپوری "خردنامہ" میں تہذیب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

"تہذیب کے لیے انگلش لفظ کلچر اور جرمن میں کلٹر ہے دونوں کے معنی ہیں کھودنا، پیدا کرنا، اُگانا۔ لفظ تہذیب کئی معنوں میں مستعمل ہے۔(۱) علم الانسان اصطلاح میں جو کام بھی انسان نے بہ حیثیت انسان کے کیا ہے وہ تہذیب یا کلچر کے ضمن میں آئے گا۔"(۱)

معاشرے کی تبدیلی کے ساتھ زندگی کے طور طریقوں میں بھی تبدیلیاں آتی ہیں اسی تبدیلی کو ثقافت کہتے ہیں۔ ہر معاشرے کی تہذیب کے اندر کافی چیزیں مشترک ہوتی ہیں۔ مثلاً عبادت، پردہ، مہمان نوازی، رہن سہن، رہائش گاہ اور انسانی رشتوں وغیرہ کا تصور ہر جگہ پر موجود ہے ۔ پت، ننگ، وفا، بھلائی اور بہادری وغیرہ پشتون ضابطۂ حیات کے بنیادی ارکان ہیں۔ پشتون معاشرے میں غیرت سب سے زیادہ اہم خیال کیا جاتا ہے جو غیرت کا مظاہرہ نہیں کرتا اس کو پشتون نہیں کہتے۔ افسانہ "روایت" میں جمیل نے پشتونوں کی اسی غیرت کا تصور پیش کیا ہے۔ مصنف کے بقول پشتون معاشرے میں خصوصاً جب بڑے طاقتوں کے درمیان دشمنی شروع ہوتی ہیں تو پھر اس سے پورے علاقے میں ایک خوف کا سماں ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک طاقتور کے سامنے دوسرا بھی جلال اور غیرت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس افسانہ میں کبیر خان، جلال خان کے بیٹے کو قتل کرتا ہے جس کی ظاہری وجہ صرف تنازعہ آب پاشی تھی لیکن اصل محرک دونوں کے درمیان غیرت یعنی انا کی جنگ تھی۔ کبیر خان تو دوسری جگہ روپوش ہو جاتا ہے لیکن جلال خان کبیر خان کے بیٹے افضل کو پکڑ کر لانے کے لیے نوکروں سے کہتا ہے۔ جب نوکر افضل خان کو جلال خان کے سامنے پیش کرتے ہیں تو جلال خان کی غیرت کو یہ گوارا نہیں ہو تا کہ وہ ایک معصوم کا خون کرے۔ یہاں پر مصنف نے غیرت کے مثبت پہلو کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ غیرت ایک مثبت جذبہ ہے۔ اللہ بھی غیرتی انسان کو پسند کرتا ہے۔

افسانہ "باپ رے باپ" کا مرکزی کردار گل مینہ جب گھر میں اکیلی ہوتی ہے اور علاقے کا ایک بدمعاش انسان سید داد اس کے مکان میں گُھس کر اس کی عصمت دری کرتا ہے تو گل مینہ کا باپ بندوق اُٹھا کر سید داد سے غیرت اور ننگ کے تناظر میں یوں گفتگو کرتا ہے:

"میں غریب ضرور ہوں مگر بے غیرت نہیں ہوں مجھ میں لبلبی دبانے کی طاقت ابھی باقی ہے تم نے ہماری عزت کا جو جنازہ نکالا ہے تجھے مار کر وہ عزت واپس نہیں آسکتی بلکہ اس سے ہماری اور بدنامی ہو گی اب تیرے اور ہمارے لیے بہتر ہے کہ تم کو ابھی اور اسی وقت ہماری بیٹی سے نکاح کرنا ہو گا، ورنہ مجبوراً مجھے گولی چلانی پڑے گی"۔(۲)

محمد جمیل نے پشتون ثقافت کی اس پہلو کو خوبصورتی سے قلم بند کیا ہے۔ افسانہ "خودکشی" میں ایک پٹھان بچے عارف کی موت پر گاؤں والے اس لیے اداس ہوتے ہیں کہ عارف گاؤں کے ہر بے بس اور لاچار کے لیے مسیحا تھا۔ خاص کر بوڑھے ضعیف لوگوں کے ساتھ وہ ہر ممکن مدد کرتا ان کو ہسپتال لے جاتا، بیوہ عورتوں کے لیے سودا سلفلا تا۔ عارف کا یہ جذبہ خیگڑہ افسانہ میں ان الفاظ میں سامنے آتا ہے:

"ویسے نہ تو موت اجنبی اور نہ مرنا انجان ہے نہ موت پر دکھی ہونا اچنبھے کی بات ہے مگر عارف کی موت کا صدمہ اس لیے زیادہ تھا کہ لڑائی جھگڑا تو دور کی بات اس نے تو کسی سے تو تکار تک نہیں کی تھی۔ ہنسے والا ہمدرد سب کے دکھ درد میں شریک ہونے والا بے غرض اور مخلص لڑکا تھا۔ گاؤں کے بڑے بوڑھوں، بوڑھیوں کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا اور ان کے چھوٹے موٹے کاموں کا عارف نے گویا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔"(۳)

جمیل کاچوخیل کے دونوں افسانوی مجموعوں "جلتا سراسلگی روح" اور "میرا برزخ" میں اس جذبے کو قاری کے سامنے رکھا ہے۔ اس مد میں افسانہ "خود بھی" اہم ہے جس میں ایک کردار انور نشئی رحمان کے بیٹے کو مارتا ہے تو رحمان میں بیٹے کے انتقام کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ پولیس نے جب انور کو گرفتار کر لیا ہے تو رحمان کو اور طیش آتا ہے اور کفِ افسوس ملتا ہے، پولیس اس کو گرفتار نہ کرتی تو میں اپنے بیٹے کے ناحق خون کا بدلہ انور سے ضرور لیتا۔ افسانہ "روایت" میں محمد جمیل نے پشتون معاشرے کی اس

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

رسم کی بات کی اور کردار کرم داد کو اس رسم سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے دکھایا ہے۔ افسانے میں مرکزی کردار کرم داد انتقام، لڑائی اور خون بہانے کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ مصنف نے کرم داد کی صورت میں نئی نسل کی ذہنی عکاسی یوں کی ہے:

> "کرم داد اٹھارہ سال کا کڑیل جوان تھا، وہ ایف۔ اے کا طالب علم تھا۔ اسے بچپن ہی سے خون خرابے سے نفرت تھی۔ یہاں تک کہ اس نے کبھی غلیل سے بھی پرندے نہیں مارے۔ اس کا مسئلہ یہ تھا کہ اس انتقام بھرے ماحول میں یک فنکار ذہن کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔"(۴)

حجرہ کے لغوی معنی کوٹھڑی، خلوت خانہ اور مسجد کے ایک طرف رہائشی کمرہ کے ہیں۔ حجرہ پشتون تہذیب میں ریڑھ کی ہڈی جیسی حیثیت رکھتی ہے۔ زمانہ قدیم سے حجرے کو سکول و یونیورسٹی کی حیثیت حاصل ہے۔ خصوصاً نوجوان نسل حجرے میں بزرگوں سے تربیت، علم، مہمان نوازی، محبت، بھائی چارے یعنی پشتون قوم کی آئین ("پختون ولی" جو کسی کتابی شکل میں نہیں) غیر شعوری انداز میں دیکھتے، سنتے اور سیکھتے ہیں۔ پشتونوں کی بڑے بڑے جرگے اسی حجرے میں طویل عرصے سے ہوتے چلے آرہے ہیں۔ افسانہ "مردار خان" میں مصنف سوات کے ایک علاقے میں حجرے کی اہمیت یوں بیان کرتے ہیں:

> "دن بھر گاؤں میں رونق ہوتی تھی۔ گاؤں کا بڑا حجرہ زندگی کا محور تھا۔ یہ بیک وقت عدالت، شادی ہال، تفریح گاہ، درس گاہ، فاتحہ خوانی کی جگہ، تجارتی مرکز اور سب سے بڑھ کر مہمان خانہ تھا۔ یہیں سے جھگڑے اٹھتے تھے اور یہیں پر سلجھتے تھے۔"(۵)

طعنہ کے معنی لعن طعن اور ملامت کے ہیں محمد جمیل کاچو خیل نے افسانہ "انتقام" میں جابجا طعنہ کا ذکر کیا ہے۔ افسانے میں حکم داد کو اس کا بھائی پولیس نوکری چھوڑنے کے لیے کہتا ہے کیونکہ طالبان[1] کی طرف سے ان کو خطرہ ہوتا ہے لیکن حکم داد نے بھائی کی بات نہیں مانتا کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ لوگ یہ طعنے دیں گے کہ حکم داد بزدل ہے ڈر گیا۔ افسانہ "انتقام" میں کردار حکم داد کے حوالے سے جمیل لکھتے ہیں:

حکم داد نے امن کی خاطر اپنے والد کے قاتلوں کو معاف کیا، جنگ کی جگہ صلح کو فوقیت دی اور تحمل کا مظاہرہ کیا لیکن بدقسمتی سے کسی نے ان کے درد اور اعلیٰ ظرفی کو نہیں دیکھا بلکہ طعنہ دینا شروع کیا۔ پھر بھی امن پسند پشتون کی طرح اس نے ان چیزوں کی پروا نہیں کی۔ ملاحظہ ہو:

> "اس نے اپنے والد کے خون کو امن کے لیے قربانی قرار دے کر اپنے دشمنوں سے صلح کرلی۔ اس کام میں ناراضی کی پرواہ کی اور نہ زمانے کے طعنوں کی۔ معاشرے نے تو اسے صرف بزدلی کا طعنہ ہی دیا"(۶)

افسانہ "غلط قدم" میں مرکزی کردار شبو ایک مرد کے ساتھ اندھی محبت میں بھاگتی ہے اور گھر والوں کی عزت و وقار سب فراموش کرتی ہے۔ پشتون سماج میں جب گھر سے کوئی عورت بھاگتی ہے تو پھر گھر والوں کے لیے زندگی بھر عزت سے جینا محال ہوتا ہے اور اسے عمر بھر طعنے کا شکار ہونا پڑتا ہے کہ فلاں گھر کی لڑکی فلاں مرد کے ساتھ بھاگ گئی۔ مصنف شبو کے بھاگنے کے بعد اس کی گھر والوں کی حالات یوں بیان کرتے ہیں:

> "وہ والدین کی بے لوث محبت زندگی بھر کی تپسیا بہن بھائیوں کے سچے پیار اور خاندان کی عزت کو ٹھوکر مار کر بھاگ گئی۔ یہ بھی نہ سوچا کہ اس کی اس دیوانگی اور اس اندھے پن کی وجہ سے کتنے لوگ زندہ درگور ہوگئے۔ بھاگنے کو تو شبو بھاگ گئی مگر اپنے پیچھے والدین کے جھکے ہوئے سر عمر بھر کے طعنے اور دشمنی چھوڑ گئی۔"(7)

گھر کے علاوہ کسی غیر فرد کو چاہے اپنا ہو یا پرایا اس کی کُھلے دل سے خدمت و تواضع کرنے کو مہمان نوازی کہتے ہیں۔ دیگر تہذیبوں کی نسبت پشتون تہذیب میں مہمان نوازی کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ مہمان کے ساتھ مثالی سلوک کی روایت محمد جمیل کے افسانوں میں اُس وقت سامنے آتی ہیں جب حکومت وقت کے حکم کے مطابق سوات سے بڑی تعداد میں لوگ ایک ساتھ دوسرے محفوظ علاقوں میں جاتے ہیں۔ افسانہ "ایثار" میں جمیل نے سوات سے آئے ہوئے مہاجر لوگوں کی ایک دوسرے علاقے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

میں خدمت کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ جب پشتون پر مشکل آتی ہے تو دوسرے پشتون لوگ ان کی دل سے مہمان نوازی اور خدمت کرتے ہیں کہ جو خاص پشتون لوگوں کی روایت کا حصہ ہے:

> "آج پھر سوات سے بھوکے لٹے پٹے تباہ حال لوگ آپ کی میزبانی اور بھائی چارے کے منتظر ہیں۔ لہٰذا آپ کے گھروں میں کھانے کے لیے جو کچھ بھی ہو۔ وہ مسجد لے آئیں۔ تاکہ ہم اپنے بھوکے پیاسے بہن بھائیوں کی خدمت کر سکیں۔ اعلان بار بار دہرایا جانے لگا۔"(۱۸)

افسانہ "زندہ لاش" میں جب ایک نوجوان کے والد فوت ہو جاتے ہیں۔ تو گاؤں والے ان کے حجرے پر تعزیت کے لیے آتے ہیں۔ حجرے میں ان کے اہل وعیال بیٹھے ہوتے ہیں اور فاتحہ خوانی کے لیے حجرے میں آنے والوں کے ساتھ دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔ اکثر مرد حضرات جو مسلسل تین دن سے بیٹھے ہوتے ہیں حجرے سے طبیعت بدلنے یا بعض اوقات تھوڑی سی دیر کے لیے تنہائی میں بیٹھنے کے لیے باہر نکلتے ہیں۔

اپنی بات اور وعدوں کو پورا کرنا، باوجود مشکلات کے کہی ہوئی بات پر قائم رہنا اور اس کو پوری کرنے کی بھرپور کوشش کرنے کو "وفاداری" کہتے ہیں۔ اردو میں اس کے معنی وعدہ پر پورا پورا اترنا کے ہیں۔ پشتون روایت میں وفاداری کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جس میں وفاداری نہیں ہو اسے جھوٹا، منافق تصور کیا جاتا ہے۔ دین اسلام میں بھی وفاداری اور سچائی ہر موقع پر زیر بحث ہے۔ اس مد میں افسانہ "پگلی" اہم ہے۔ افسانے میں محمد جمیل نے پشتون معاشرے کے شوہر اور بیوی کے درمیان محبت کا نقشہ پیش کیا ہے

آپس میں کسی بات پر باہم متفق نہ ہونا، ایک ساتھ نہ اٹھنا بیٹھنا، دلوں میں کدورت وعداوت اور بغض رکھنے کو بے اتفاقی یا نفاق کہتے ہیں۔ مصنف نے افسانہ "ٹوٹا ہوا بازو" میں پشتون قوم کی ثقافت کے اندر اتفاق، پناہ دینے اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کو دکھایا ہے تو دوسری طرف بے اتفاقی جیسے ناسور کو بھی بیان کیا۔ اس کہانی میں مصنف نے بتایا ہے کہ گیارہ لوگ قبر میں میں جا چکے تھے اس لیے ان دو کنبوں کے درمیان اتفاق کی کمی تھی۔ اگر دونوں خاندان اتفاق سے زمین کے معمولی تنازعہ کو حل کرتے تو ہو سکتا تھا کہ یہ گیارہ لوگ بچ جاتے اور دونوں ہنستے مسکراتے زندگی گزارتے:

> "یہ دشمنی صمد خان کی پدری تھی۔ وجہ تنازعہ زمین کا معمولی ٹکڑا تھا جو ایک انسانی قبر جتنا ہی تھا مگر اس کے لیے گیارہ افراد قبروں میں جا چکے تھے۔ جن میں دونوں کے والد دو دو بھائی صمد خان کے چار اور عجب خان کے تین تین نوکر اس خون آشام بلا کے بھینٹ چڑھ گئے تھے۔"(9)

پناہ دینا کے لغوی معنی چھت، سایہ، حفاظت اور مدد کے ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں گھر حجرہ میں کسی شخص کو غیر مشروط تحفظ فراہم کرنے کو "پناہ دینا" کہتے ہیں۔ افسانہ "ٹوٹا ہوا بازو" میں پلوشہ کا اپنا چچا سخت دشمن ہے لیکن پلوشہ جانتی ہے کہ پشتونوں کی روایت میں ننگ وغیرت کا تقاضا اور مثبت پہلو یہ ہے کہ چچا اپنے بھائی کی بیٹی یعنی بھتیجی کو بے عزت یا اس کو مشکل میں نہیں دیکھ سکتا۔ افسانہ "ٹوٹا ہوا بازو" کا یہ نام مصنف نے پشتو کے ایک ضرب المثل "چی لاس مات شی نو غاڑی لہ زی"، سے لیا ہے جس کا مفہوم ہے کہ "مشکل وقت میں اپنے ہی کام آتے ہیں۔ افسانہ نگار نے یہاں پناہ دینے والی روایت کے ساتھ یہ پیغام دیا ہے کہ ٹوٹے ہوئے بازو کو جسم نے پناہ دی۔

توہمات یا وہم کے لغوی معنی گمان، وسوسہ، شک، احتمال اور دماغ میں فاسد خیالات پیدا کرنے والی باطنی قوت کے ہیں۔ توہم پرستی ایک بیماری ہے۔ جو انسان کی خود اعتمادی اور قوت ارادی کو کمزور کرنے کے بعد انسان کو طرح طرح جمیل کاچو خیل نے اپنی تحریروں میں بعض ایسے توہمات پر بات ہے جو پشتون تہذیب میں شامل ہیں۔ افسانہ "پگلی" میں جب زرمینہ کی اولاد نہیں ہوتی تو عورتیں مختلف مزاروں پہ جا کر دعا مانگنے کا کہہ دیتے ہیں:

> "کوئی لیڈی ڈاکٹر کا نام بتاتی تو کوئی حکیم صادق کا پتہ دیتی۔ کوئی کسی پہنچے ہوئے فقیر کے استانے پر حاضری کا مشورہ دیتی اور بعض نے گنڈوں تعویز والوں کا اتہ پتہ بتا دیا مگر زرمینہ خاموشی سے سنتی اور صبر کرتی۔"(۱۰)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

بھلائی کے لغوی معنی نیکی، بہتری، خیر خواہی، ہمدردی، نیک نامی وغیرہ کے ہیں۔ دین اسلام اور مذہبی نقطہ نگاہ سے بھلائی اور نیکی خدائے برتر کی قربت کا ذریعہ ہے۔ اسلام اس مد میں دوسروں سے بھلائی اور نیکی کا درس دیتا ہے۔ مذہب کا کسی بھی تہذیب پر گہرا اثر ہوتا ہے اس لیے کوئی بھی تہذیب مذہب کے بغیر پروان نہیں چڑھتی۔ افسانہ " ایک سیلاب دو کہانیاں " میں خیگڑہ کا منظر ایک نوجوان کی صورت میں موجود ہے۔ یہ جوان گاؤں میں سیلابی پانی میں پھنسے ہوئے غریب ڈرائیور کی مدد کی خاطر خود کو مشکل میں ڈالتا ہے۔ ایک لاچار اور غریب آدمی کی بھلائی کا سوچتا ہے اس کی مدد کے لیے پانی کی شدید لہروں اور موجوں کے ساتھ یوں لڑتا ہے:

> " اس نے ایک ہاتھ سے باگ اور دوسرے سے ڈرائیور کو پکڑ رکھا تھا۔ واپسی کا سفر گھوڑے کے لیے اور مشکل تھا کیونکہ اس کی پیٹھ پر اب دو آدمیوں کا بوجھ تھا۔ پایاب جگہ تک تو حالات قابو میں ہوتے مگر گہری جگہ میں دو آدمیوں کے نیچے تیرنا گھوڑے کے لیے ناممکن ہو رہا تھا۔ شاہین حالات کی نزاکت کو سمجھ گیا جب بھی گہرا پانی آتا وہ گھوڑے کے پیچھے سے کسک کر اتر جاتا اور گھوڑے کی دم پکڑ کر خود تیرنے لگتا یوں وہ موت کو شکست دینے میں کامیاب رہے۔"(۱۱)

تربور سے چچازاد بیٹے مراد لیے جاتے ہیں۔ آج پشتون روایات میں تبدیلیاں آئی ہیں۔ پہلے پشتون روایات میں تربور کو کسی دشمن سے کم نہیں سمجھا جاتا۔ اور ہر گھر میں یہی کوشش ہوتی تھی کہ وہ عمل سرزد نہ ہو جس پر تربور کے سامنے کمزور یا تربور کو طعنہ یا پیٹھ پیچھے بات کرنے کا موقع ملے کیونکہ طعنہ ایک ناقابل معافی عمل یا نہ بھولنے والے الفاظ ہوتے ہیں جو کبھی ایک پشتون سننا نہیں چاہتا۔ محمد جمیل نے پشتون تہذیب و ثقافت کی اس رسم کی عکاسی کی ہے۔ افسانہ "ٹوٹا ہوا بازو" میں مرکزی کردار عجب خان اور صمد خان دونوں چچازاد ہیں۔ ان کے درمیان معمولی بات پہ لڑائی شروع ہوئی اور پھر یہ دونوں دوسرے کے خون بہانے پر آ گئے۔

محمد جمیل نے پشتون معاشرے میں تربور ولی کی روایت سے پیدا شدہ مسائل کا ذکر جامع الفاظ میں کیا ہے۔ غیرت کے نام پر پشتون معاشرے میں تربوروں کا ایک دوسرے کے ساتھ لڑائیاں اور دشمنی زمانہ قدیم سے چلی آ رہی ہیں۔ اسلحہ کلچر، نشہ، جھوٹی غیرت جیسی روایتوں کی طرح تربور ولی کی روایت نے پٹھان قوم میں بے اتفاقی اور طویل دشمنی کو جنم دیا ہے۔ افسانہ "ٹوٹا ہوا بازو" دشمنی، انتقام، تربور ولی، کی منفی تصور کا خاکہ ہے۔

افسانہ "بھکاری" مجموعی طور پر تربور ولی کے موضوع پر لکھا گیا ہے۔ شمروز خان اور جمروز خان کے درمیان معمولی سی بات پر دشمنی شروع ہوتی ہے۔ جمروز خان کو بھکاریوں سے سخت چڑ ہوتی ہے کیونکہ معاشرے کی طرف سے ان کو یہ طعنہ ملتا ہے کہ جمروز خان کی ماں ایک بھکارن تھی۔ اس وجہ سے جمروز خان انتشار، ضد، ناامیدی اور جہالت جیسی رویوں کا شکار ہوتا ہے اور دوسری طرف افسانے میں شمروز خان کا کردار ہے جو بے انتہا درجہ تک شریف النفس ہوتا ہے۔ دونوں کے درمیان اکثر لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جمروز خان اپنے انتقامی سوچ میں جب ایک دن بھکاری کو تھپڑ مارتا ہے تو شمروز خان آ کر ان کو منع کرتا ہے اور انہیں ٹھوکر لگا کر بھکاری کو بچاتا ہے۔

حقوق حق کی جمع ہے۔ اس کی لغوی معنی سچ، راستی، واجب، ٹھیک درست اور انصاف و جائز کے ہیں۔ عورت جس کے مختلف روپ ہیں، وہ ماں ہے، بیٹی بھی ہے اور بیوی بھی۔ دنیا کی ہر تہذیب میں گھر والی کے بارے میں مختلف نظریات اور تصورات پائے جاتے ہیں۔ پشتون والی میں عورت کا بڑا مقام ہے لیکن بعض ایسے رسوم بھی موجود ہیں جس سے ان کا حق ارعزت نفس مجروح ہو جاتی ہے۔ محمد جمیل نے ایسی ہی ایک رسم " محبت ایک بڑی گناہ " کی شکل میں بیان کی ہے۔ افسانہ " پگلی " میں کردار زرمینہ کی صورت میں پشتون معاشرے کی اس رسم کا منظر یوں پیش کی ہے:

> " وہ اس علاقے کی باسی تھی جہاں پر محب " واجب القتل " ہے۔ وہاں کسی عورت کے لیے اپنی پسند کی شادی ناممکنات میں شمار ہوتی ہے۔"(۱۲)

افسانہ "بھائی" میں مصنف نے پشتون عورت کی یہی خصوصیات مرکزی کردار زیب النسا کی مدد سے پیش کیے ہیں۔ مجموعی طور پر اس افسانے میں ایک بیوی کو اپنے شوہر کے قاتل سے بدلہ لیتی ہوئی دکھایا گیا ہے۔ پشتون عورت اپنے شوہر کے ساتھ محبت اور خلوص پر بھروسہ رکھتی ہے۔ اس کی مثال زیب النساء کا اپنے سگے بھائی کو پستول سے مار کر سامنے آتی ہے کیونکہ اسے بھائی نے اپنی بہنوئی کو پیسوں کی خاطر مارا تھا:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

۔افسانہ "خودکشی" میں ایک پٹھان بچے عارف کی موت پر گاؤں والے اس لیے اداس ہوتے ہیں کہ عارف گاؤں کے ہر بے بس اور لاچار کے لیے مسیحا تھا۔ خاص کر بوڑھے ضعیف لوگوں کے ساتھ وہ ہر ممکن مدد کرتا ان کو ہسپتال لے جاتا، بیوہ عورتوں کے لیے سودا سلفلا تا۔ عارف کا یہ جذبہ خیگڑہ افسانہ میں ان الفاظ میں سامنے آتا ہے:

> "ویسے نہ تو موت اجنبی اور نہ مرنا انجان ہے نہ موت پر دکھی ہونا اچنبھے کی بات ہے مگر عارف کی موت کا صدمہ اس لیے زیادہ تھا کہ لڑائی جھگڑا تو دور کی بات اس نے تو کسی سے تو تکار تک نہیں کی تھی۔ ہنسے والا ہمدرد سب کے دکھ درد میں شریک ہونے والا بے غرض اور مخلص لڑکا تھا۔ گاؤں کے بڑے بوڑھوں، بوڑھیوں کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا اور ان کے چھوٹے موٹے کاموں کا عارف نے گویا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔"(۱۳)

میراث کے لغوی معنی ورثہ، ترکہ اور وہ دولت وغیرہ جو مرنے والے کی طرف سے حق داروں کو ملتی ہے۔ جس طرح میراث کی شکلیں دینا کے مختلف اقوام میں پائی جاتی ہیں بعین ہی پشتون قوم بھی میں میراث کی مختلف صورتیں موجود ہیں۔ ان صورتوں میں بعض ایسی ہیں کہ اس سے پشتون سماج میں خطرناک نتائج سامنے آتے ہیں۔ ایک بات طے ہیں کہ میراث پر "واک" (پشتو زبان کا لفظ ہے، اختیار کرنے کو کہتے ہیں) پشتون قوم کے رگ رگ میں ابتدا سے موجود ہے افسانہ "روایت" میں جلال خان کبیر خان کے بیٹے کو اس لیے سکول سے اٹھاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ علاقہ میں دشمن اور بغض رکھنے والے رشتہ دار کبیر خان کے جائداد پر قبضہ کریں گے۔ اسی وجہ سے وہ کبیر خان کے بیٹے کو محفوظ مقام پر پہنچاتا ہے۔ اس رسم کو افسانہ "روایت" میں افسانہ نگار نے مرکزی کردار جلال خان کی زبانی یوں پیش کیا ہے:

> "میں نے اسکول سے اٹھایا کہ کہیں کبیر خان کا کوئی اور دشمن، وراثت کا کوئی اور دعوے دار موقع سے نفع لے اور کبیر خان کے بیٹے کو قتل نہ کرے۔"(۱۴)

۔اس روایت کو جمیل نے افسانہ "آنسوؤں کی ڈھال" میں راوی کی زبانی پیش کی ہے۔ کہانی کا راوی نشہ کرنے کی تباہی بیان کرتے ہوئے اپنے والدین کے چھوڑے ہوئے میراث کا ذکر یوں کرتے ہیں:

> "میں کوئی ان پڑھ جاہل نہیں۔ میرے پاس ایم۔بی۔اے کی ڈگری ہے جو والد صاحب نے اس لیے مجھے دلوائی کہ میں اس کے کاروبار کو چار چاند لگاؤں گا۔ چار چاند کیا لگاتا میں تو خود چاند گرہن تھا۔ میں اپنے خاندان کا اکلوتا وارث ہوں جو بہت دعاؤں اور منتوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا تھا۔ مگر میں تو سارے خاندان کے لیے ایک بد دعا ایک شراپ بن گیا۔ میں اپنے والدین کے گلے کا وہ چھچھوندر ہوں جس کو وہ نہ نگل سکتے ہیں نہ اگل سکتے ہیں۔ میں یہ دعوے سے کہوں گا کہ میں منہ میں سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوا تھا۔ ہم جدی پشتی زمیندار ہیں۔ ہزاروں ایکڑ زمین ہماری ملکیت ہے۔"(۱۵)

افسانہ "انا کی موت" میں پیش کیا ہے۔ افسانے میں خاتون کردار شہلا کا شوہر ہر وقت شراب و نشہ میں غرق رہتا ہے۔ وہ کسی کام کرنے کے لائق نہیں ہوتا۔ شہلا کے تین بچے ہوتے ہیں۔ اس دور شہلا کو مدد سسرال کی ذریعے ملتی ہے۔ جب شہلا کی ساس اور سسر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں تو شہلا بہت مشکل واقعات کا شکار ہوتی ہے۔ محمد جمیل نے اس رسم ورواج کو افسانہ "احتجاج جاری ہے" میں لبنیٰ اور خالد کی مدد سے پیش کیا ہے۔ خالد کا ایک بڑے زمیندار خاندان سے ہے، لبنیٰ ان کے ایک معمولی کسان کی بیٹی ہے۔ دونوں خاندان والوں نے ان کی محبت اور شادی سے انکار کیا مگر خالد اور لبنیٰ نے اس نسلی امتیاز کی بالکل پرواہ نہیں کی۔ شادی اور ذات پات کے حوالے سے یہ مثال ملاحظہ ہو:

> "دونوں کا پیار اگر شادی پر منتج نہ ہوتا تو عشق کی المناک کہانیوں میں شاید ایک اور کہانی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ خاص کر خالد کو اس ملن کے لیے آگ کے دریا سے گزرنا پڑا تھا۔ خالد ایک رئیس اور پُر جلال زمیندار خاندان کا چشم و چراغ تھا جب کہ لبنیٰ ایک

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

معمولی مزارع کی بیٹی تھی۔ اگر آج دونوں ایک تھے تو اس کا سہرا خالد کے سر تھا۔ وہ سارے خاندان تمام جاہ و چشم، رواج، اونچ، نیچ روایات، تکبر یہاں تک کہ مار پیٹ کے سامنے سینہ سپر ہوا تھا۔"(۱۶)۲

"نامرد" میں کم عمری کی شادی کی مثال دیکھی جا سکتی ہے۔ افسانے میں مرکزی کردار نعمان ابھی کلاس سکینڈ ائیر کا طالب علم ہوتا ہے۔ لیکن اس کے والدین جلد سے جلد ان کے شادی کرانا چاہتے ہیں کیونکہ نعمان ان کا اکلوتا بیٹا ہوتا ہے۔ نعمان کی زندگی بہت صاف ستھری گزر رہی تھی۔

پوری دنیا میں عورت ہر تہذیب میں اپنا مقام رکھتی ہے۔ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا، جب تک اس معاشرے میں عورت اپنا کردار ادا نہ کرے۔ اگر مختلف تہذیبوں کی طرف دیکھا جائے تو ان تہذیبوں میں عورت کو کم نظری سے یا تنگ نظری سے دیکھا جاتا ہے۔ عورت کے حوالے سے یہ تنگ نظر سوائے اسلامی تہذیب کے باقی سارے تہذیبوں میں موجود ہیں۔ جہاں اچھائی ہو وہاں برائی کا تصور بھی ضرور ہو گا۔ اگر ہم ہندو تہذیب کو غور سے دیکھیں تو شادی کے بعد عورت بیوی کے روپ میں شوہر کے لیے بعض مقامات پر نوکرانی کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ افسانہ "ماں" میں محسوس کیا جا سکتا ہے:

> "حکیم خان کی ماں سارے گاؤں میں بڑی ماں سے نام کے مشہور تھی۔ بڑی ماں صرف حکیم خان، حکم خان اور زلیخا کی ماں نہ تھی بلکہ پورے گاؤں کی ماں تھی۔ ان کی شخصیت کے دو پہلو بہت نمایاں تھے۔ وہ بڑی صائب الرائے تھی۔ گاؤں کے اکثر لوگ خصوصاً خواتین ہر مشکل مسئلے کا حل ان سے معلوم کرتے۔"(17)

افسانہ "ماں" میں پشتون عورت کی جو تصویر پیش کی ہے وہ بالکل پشتون معاشرے کی جیتی جاگتی حقیقی عورت کی ہے۔ مجموعی طور پر محمد جمیل کا چو خیل نے پشتون تہذیب کے ہر پہلو کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ پشتون تہذیب و ثقافت میں غیرت، انتقام، حجرہ، طعنہ، دشمنی، مہمان نوازی، بے اتفاقی، خیر خیگڑہ، تربورولی، میراث اور توہمات جیسے رسم ورواج مثبت اور منفی دونوں پہلو رکھتی ہے۔ افسانہ نگار نے "نوحہ بے نام" میں پشتون معاشرے کے غریب انسان سے لے کر معاشرے کے مالدار شخص خان کو کردار بنا کر افسانوں کا آغاز کیا اور پھر تو بور سے لے کر ایک طوائف کی کہانی کو انجام تک پہنچایا۔ "ایثار" جیسا افسانہ پیش کر کے مصنف نے احسان و بھلائی اور مہمان نوازی کی قدر پیش کرتے ہوئے پشتون کو معزز روایت پسند قرار دیا۔

افسانہ "ناکارہ" میں اسامہ کی ماں کا درد اور پریشانی پٹھان معاشرے کی ہر اس ماں کا درد اور پریشانی ہے جن کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہو۔ افسانہ "پگلی" میں زرمینہ سے بظاہر تو گھر والوں نے کوئی شکایت نہیں کی مگر نفسیاتی رو سے دیکھا جائے تو زرمینہ ایک خوف کے حالات میں زندگی گزارتی ہے کہ کب گھر والوں اولاد نہ ہونے کا طعنہ ملے گا۔ افسانہ "ایثار" میں بوڑھی ماں اس رسم کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ جب مہاجرین بھوک سے بدحال راستوں میں مقامی آبادی کے ارد گرد خیمے لگاتے ہیں تو بوڑھی ماں کی طرح باقی لوگ بھی اپنے اپنے گھروں سے تیار کھانا لے کر مدد کرتی ہے۔ پشتون قوم کے ہاں احسان و بھلائی کا جذبہ کبھی ماند نہیں پڑا۔

بہادری اور پناہ دینے کی روایت پشتونوں کے ہاں ان کے مقامی لباس کی طرح آج بھی قائم و دائم ہے۔ افسانہ "ٹوٹا ہوا بازو" میں پلوشہ نے اس روایت کی بخوبی عکاسی کی ہے۔ بلاشبہ ادب میں ان تمام عوامل اور افکار کی نشاندہی ملتی ہے جس سے ادیب اور لکھاری کو سابقہ پڑتا ہے۔ اس باب میں بھی جمیل کا چو خیل کے دو افسانوی مجموعوں "جلتا سراسلگتی روح" اور "میرا برزخ" میں پشتون تہذیب کے نمائندہ عناصر کو زیر تحقیق لایا گیا ہے۔ "جلتا سر اسلگتی روح" تو ایک موضوعاتی افسانوی مجموعہ ہے جس میں نشے کی بری عادت اور اس کے نتیجے میں وقوع پزیر ہونے والے عوامل اور خرابیوں کے اثرات پر مبنی افسانے شامل ہیں، مگر اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں اسی طرح "میرا برزخ" میں بھی بہت ساری معاشرتی رویوں اور پٹھان کلچر کا آشکارہ کیا گیا ہے۔ جن میں ننگ (غیرت) انتقام، طعنہ، اسلحہ پسندی، سورہ، پردہ، حجرہ، احسان، قرابت و دشمنی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان پر مفصل بحث ذیل میں کی جاتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.3 2021

حوالہ جات

۱۔ علی عباس جلالپوری، خرد نامہ جلالپوری، تخلیقات لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۹۹۔

۲۔ علی عباس جلالپوری، خرد نامہ جلالپوری، تخلیقات لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۹۹۔

۳۔ حمد جمیل کاچو خیل پختنہ، مشمولہ، میرا برزخ، مثال پبلشرز فیصل آباد ۲۰۱۸ء، ص ۱۲۰۔

۴۔ محمد جمیل کاچو خیل، "پگلی"، مشمولہ، نوحہ بے نام، بلال پریس بٹ خیلہ، ۲۰۱۱، ص ۴۲

۵۔ محمد جمیلا چو خیل، "ماں"، مشمولہ، نوحہ بے نام، بلال پریس بٹ خیلہ، ۲۰۱۱، ص ۱۰۵

۶۔ محمد جمیل کاچو خیل، "ایثار"، مشمولہ، نوحہ بے نام، بلال پریس بٹ خیلہ ۲۰۱۱، ص ۱۴۰

7۔ محمد جمیل کاچو خیل، زندہ لاش، مشمولہ، جلتا سر اسلگتی روح، مثال پبلشرز فیصل آباد ۲۰۱۵ء، ص ۵۱۔

8۔ محمد جمیل کاچو خیل، انا کی موت، مشمولہ، جلتا سر اسلگتی روح، مثال پبلشرز فیصل آباد ۲۰۱۵ء، ص ۱۲۸۔

9۔ محمد جمیل کاچو خیل، "ٹوٹا ہوا بازو"، مشمولہ، نوحہ بے نام، بلال پریس بٹ خیلہ ۲۰۱۱، ص ۵۲

۱۰۔ محمد جمیل کاچو خیل، زندہ لاش، مشمولہ، جلتا سر اسلگتی روح، مثال پبلشرز فیصل آباد ۲۰۱۵ء، ص ۵۱۔

۱۱۔ محمد جمیل کاچو خیل، بھکاری، مشمولہ، میرا برزخ، مثال پبلشرز فیصل آباد ۲۰۱۸ء، ص ۱۲۶۔

۱۲۔ محمد جمیل کاچو خیل، "انتقام"، مشمولہ، نوحہ بے نام، بلال پریس بٹ خیلہ ۲۰۱۱، ص ۱۱۵

۱۳۔ محمد جمیل کاچو خیل، مردار خان، مشمولہ، نوحہ بے نام، مثال پبلشرز فیصل آباد، ۲۰۲۰ء، ص، ۱۴۰

۱۴۔ محمد جمیل کاچو خیل، "پگلی"، مشمولہ، نوحہ بے نام، بلال پریس بٹ خیلہ ۲۰۱۱، ص ۵۳

۱۵۔ محمد جمیل کاچو خیل، "ایک سیلاب دو کہانیاں"، مشمولہ، نوحہ بے نام، بلال پریس بٹ خیلہ ۲۰۱۱، ص ۱۳۰

۱۶۔ محمد جمیل کاچو خیل، "روایت"، مشمولہ، نوحہ بے نام، بلال پریس بٹ خیلہ، ۲۰۱۱، ص ۱۱۴

17 ۔ محمد جمیل کاچو خیل، باپ رے باپ، مشمولہ، جلتا سر اسلگتی روح، مثال پبلشرز فیصل آباد ۲۔۲۰۱۵ء، ص ۱۰۲۔